OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com

بچوں کے جنسی ونفسیاتی حقوق قرآن وسنت کی روشنی میں

Children's sexual and psychological rights in the light of Quran and Sunnah

Ainee Rubab
Ph.D Scholar Islamic Studies, The University of Faisalabad, Faisalabad, Pakistan
Email: aineerubab@gmail.com

Dr. Ammara Rehman
Assistant Professor, Islamic Studies, The University of Faisalabad, Faisalabad, Pakistan
Email: ammara.rehman@tuf.edu.pk

Received on: 05-10-2023 Accepted on: 08-11-2023

Abstract

Children are regarded as gifts of Allah Almighty. Of the total population of any society, almost forty percent of population is comprised of children. They are the source of joy for their parents in their childhood and on becoming adult, they provide comfort and support to them. They provide social security to their family and hence the society. Despite, they are the most vulnerable part of the society, sometimes their rights are undervalued. Keeping this void in view, in this article, rights of children from neonate to puberty have been discussed in the light of Quran and Sunnah. As, Islam being the complete code of life provides a comprehensive set of instructions and road map to their parents and guardians of children. Islam provides the right to life, right to love, right to select a meaningful name, right to aqeeqah, right to circumcision, right to suckling and nursing, right to education, right to fulfill financial obligations and much more. It is advisable to fulfill the basic rights of children so that major portion of society can be prevented from deterioration.

Keywords: Children, Rights, Islam, Quran, Sunnah

تعارف

بچہ معاشرے کا ایک اہم اور بنیادی رکن ہوتا ہے۔ بچہ بڑا ہو کر معاشرے اور قوم کی باگ دوڑ سنبھالتا ہے۔ کسی بھی معاشرے اور ملک میں بچوں کی تعداد چالیس فی صد کے قریب ہوتی ہے۔ کوئی بھی معاشرہ بچوں کی اس قدر تعداد کو نظر انداز نہیں کر سکتا اور نہ ہی ان کے حقوق کو بھلا کر ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے۔ بچوں کی تربیت اور رہن سہن سے کسی بھی معاشرے اور ملک کی ترقی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بچوں کے حقوق کا استحصال ہو رہا ہے۔ مذہب اِسلام چونکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس لیے اس میں بچوں کے حقوق پر بہت زور دیا گیا ہے۔ قرآن وسنت اور آحادیث میں جگہ جگہ بچوں کے حقوق کے بارے میں بتلایا گیا ہے۔ اس آرٹیکل میں بچوں کے حقوق کو قرآن وسنت کی روشنی میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

زندگی کا حق

اسلام نے سب سے پہلا حق بچوں کو زندگی کا حق دیا ہے۔ اسلام نے سختی سے منع فرمایا ہے کہ ماں کے پیٹ میں جب حمل ٹھہر جائے تو اسقاط حمل نہیں کرنا چاہیے۔ بعض جگہ پر اسقاط حمل کو قتل کے مترادف قرار دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

''وَلَاتَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلاَّ بِالْحَقِّ''[1]

''اور تم کسی جان کو قتل مت کرنا جسے (قتل کرنا) اللہ نے حرام قرار دیا ہے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! وہ کون سے سات گناہ ہیں؟ فرمایا: کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنانا، جادو کرنا، ناحق قتل کرنا، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، جہاد سے بھاگنا اور پاک دامن عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگانا''۔[2]

اولاد کے لیے دعا مانگنا

نیک اولاد کی تمنا رکھنا اور اس کے لیے دعا مانگنا انبیا کی سنت ہے، اچھی اولاد، دین اور دنیا کے بے شمار فوائد کا باعث ہوتی ہے۔ والدین کے دنیا سے جانے کے بعد، نیک اولاد والدین کے لیے ایک ایسا صدقہ ہے جس کا اجر رہتی دنیا تک والد کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا رہے گا۔ اولاد کا اگر بچپن میں انتقال ہو جائے اور والدین اس پر صبر کریں تو اولاد ان کے لیے دوزخ کی آگ سے آڑ ہیں اور روز قیامت والدین کی سفارش کرنے والے ہیں۔ نیک اولاد کے حصول کے لیے دعائیں لازمی مانگنی چاہیے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ''[3]

''اے پروردگار مجھے (اولاد) عطا فرما (جو) نیک لوگوں میں سے (ہو)''۔

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہے۔ یہ بہت مختصر اور جامع دعا ہے۔ والدین کو چاہیے کہ اس دعا کو چلتے پھرتے کثرت سے مانگا کریں، تاکہ نیک اولاد کا حصول ہو سکے اور یہ نئے آنے والے بچے کا حق ہے کہ والدین، اپنے رب کریم سے نئے آنے والے مہمان کے لیے دعا مانگیں۔

بچہ کی ولادت پر خوشی

بچہ جب دنیا میں آتا ہے تو اللہ پاک نئے آنے والے مہمان کی آمد میں خوشی منانے کا حکم دیتا ہے خواہ پیدا ہونے والا بچہ ہو یا بچی، دونوں کی ایک جیسی خوشی منانی چاہیے۔ کیونکہ اولاد کا پیدا (صاحب اولاد) ہونا، اللہ پاک کا بہت بڑا انعام ہے۔ بچوں کی پیدائش کی خوشی کا اظہار کرنا انبیا کرام کی سنت ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

''اے زکریا! بے شک ہم تمہیں ایک لڑکے کی خوش خبری سناتے ہیں جس کا نام یحییٰ (علیہ السلام) ہوگا ہم نے اس سے پہلے اس کا کوئی ہم نام نہیں بنایا''۔[4]

حدیث شریف میں آتا ہے:

''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت کی خبر لے کر آئے تو بیٹے کی پیدائش کی خوشی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں غلامی سے آزاد فرمادیا''۔[5]

لڑکی کی پیدائش پر شکر کرنا

اولاد کا معاملہ صرف اللہ پاک کے اختیار میں ہے، اس میں نہ کسی کے ارادے کو دخل ہے، نہ کسی کی خواہش اور آرزو کو یہ بھی صرف اللہ پاک ہی جانتا ہے کہ کس کے حق میں لڑکی بہتر ہے اور کس کے حق میں لڑکا۔ اس سلسلے میں اللہ پاک فرماتے ہیں:

''اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا فرماتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے بخشتا ہے یا انہیں بیٹے اور بیٹیاں (دونوں) جمع فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ ہی بنا دیتا ہے، بیشک وہ خوب جاننے والا بڑی قدرت والا ہے''۔[6]

یعنی انسان کی تخلیق میں کسی کے ارادہ واختیار بلکہ علم وخبر کا بھی کوئی دخل نہیں، اور کسی کا دخل تو کیا ہوتا، انسان کے ماں باپ جو اس کی تخلیق کا ظاہری سبب بنتے ہیں خود ان کے ارادہ واختیار کا بھی بچے کی تخلیق میں کوئی دخل نہیں، بچے کی ولادت سے پہلے ماں کو خبر نہیں ہوتی کہ اس کے پیٹ میں کیا ہے، کیسا ہے اور کیسے بن رہا ہے۔

کان میں اذان کہنا

بچہ کا پہلا حق گھر والوں پر یہ ہے کہ سب سے پہلے اس کے کانوں کو اور کانوں کے ذریعے دل ودماغ کو اللہ پاک کے نام اور اس کی توحید اور ایمان کی دعوت سے آشنا کریں۔ اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ بچے (بچہ ہو یا بچی) کی پیدائش کے کچھ وقت کے بعد اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہیں تاکہ بچہ جنات اور شیطان کے اثرات سے بھی محفوظ رہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے:

''حضرت عبید اللہ بن ابو رافع اپنے والد (ابو رافع) رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے کان میں نماز جیسی اذان کہتے ہوئے سنا، جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اُن کو جنم دیا''۔[7]

رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس کے ہاں بچے کی ولادت ہو وہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہے، اس کی برکت سے بچے کو اُم صبیان (بچوں کی مرگی) نقصان نہ پہنچا سکے گی''۔[8]

اذان واقامت کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اذان کے کلمات سن کر شیطان بھاگ جاتا ہے۔ شیطان پیدائش سے پہلے ہی اس گھات میں ہوتا ہے کہ نئے آنے والے بچہ پر اپنا اثر ڈالے لیکن جب بچے کے کان میں اذان کے کلمات پڑتے ہیں تو اس کی خواہش مدھم پڑ جاتی ہے۔

گھٹی ڈالنا (تحنیک کرنا)

گھٹی کا مطلب ہے پیدائش کے بعد بچے کو سب سے پہلے کوئی چیز چکھانا یا اس کے تالو میں کوئی چیز ملنا، اس عمل کو تحنیک کرنا کہتے ہیں۔ عموما

میٹھی چیز چکھائی جاتی ہے، مثلاً کھجور وغیرہ۔ گھٹی عموماً کسی نیک بزرگ یا صالح شخص سے دلوانی چاہیے۔ مشہور ہے کہ بچے کے مزاج پر گھٹی کا بڑا اثر پڑتا ہے اس لیے شریعت میں اس کو اہمیت دی گئی ہے۔ تحنیک (گھٹی) کا عمل اور طریقہ سنت سے ثابت ہے:

''حضرت موسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے یہاں لڑکا ہوا میں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیکر گیا آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا، کھجور سے اس کی تحنیک کی اور اس کے لئے برکت کی دعا کیا اور پھر میرے حوالہ کیا''۔[9]

لہذا والدین کو چاہیے کہ کسی صالح دین دار بزرگ کے پاس بچے کو لا کر تحنیک کرائیں، یہ بہت ہی خیر وبرکت کا باعث ہے، تحنیک چھوہارے سے کرائی جائے لیکن اگر چھوہارہ میسر نہ ہو تو شہد وغیرہ سے بھی تحنیک ہو سکتی ہے۔

بچوں کا خوبصورت نام رکھنا

شریعت نے اچھے نام رکھنے کی ترغیب اور تلقین کی ہے اور برے نام رکھنے سے روکا ہے اور اچھے نام کو بچے کے حقوق میں شمار کیا ہے۔ انسان جس نام سے دنیا میں جانا پہچانا جاتا ہے آخرت میں اس کی شناخت اسی نام سے ہوگی تو یہی وجہ ہے کہ شریعت نے اچھے نام کو باپ کی طرف سے بچے کے لیے تحفہ قرار دیا ہے۔ لہذا اچھے ناموں کا انتخاب اور برے ناموں سے احتراز کرنا چاہیے۔ نام ایک ایسی چیز ہے جو انسان کی زندگی کے بعد بھی انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ حدیث مبارکہ میں فرمایا:

''أول هدية يعطيها الرجل لطفله هي الاسم حتى يكون له اسم حسن''[10]

''آدمی اپنے بچے کو سب سے پہلا تحفہ نام کا دیتا ہے، اس لیے چاہیے کہ اس کا اچھا نام رکھے''۔

حضور پاک صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ومن حقوق الولد على الأب أن يلقب بسمعة طيبة وأن يحسن تدريبه''[11]

''باپ پر بچہ کے حقوق میں سے یہ ہے کہ اس کا عمدہ نام رکھے اور اس کی اچھی تربیت کرے''۔

ان احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے سب سے پہلے جب بچہ پیدا ہو تو علما کرام یا نیک لوگوں کے ساتھ مشورہ کر کے، ساتویں دن بچہ کا اچھا سا نام رکھا جائے۔

سر کا منڈانا

جب بچہ ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے تو اس کے سر پر کچھ بال ہوتے ہیں۔ اسلام نے ان بالوں کو سر سے ہٹانے کا حکم دیا ہے۔ میڈیکل کے لحاظ سے یہ بال بچے کی صحت کے لیے اچھے نہیں ہوتے، یہ گندگی والے بال ہوتے ہیں۔ اسلام نے ساتویں روز نئے پیدا ہونے والے بچے کے سر کے بالوں کو منڈوانے کا حکم دیا ہے۔ مزید کہا ہے کہ اگر ہو سکے تو ان بالوں کے برابر چاندی تول کر صدقہ وخیرات کر دیں اور ایسا کرنا سنت ہے۔

''حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رضی اللہ عنہ کے عقیقہ میں ایک بکری ذبح کی

اور فرمایااے فاطمہ رضی اللہ عنہا! اس کا سر منڈواؤ، اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کر دو، سوانہوں نے بالوں کا وزن کیاتو وہ ایک درہم کے برابر یا کچھ کم نکلے، جس کے برابر چاندی صدقہ کر دی گئی"۔[12]

عقیقہ کرنا

بچے کی پیدائش کے ساتویں روز صاحب استطاعت والدین بچے کے پیدا ہونے کی خوشی میں بکرا یا بکری کو ذبح کر کے اس کا گوشت غریبوں مسکینوں اور رشتہ داروں میں تقسیم کرتے ہیں۔اس عمل کو عقیقہ کرنا کہتے ہیں۔ یہ ایک قسم کا صدقہ ہوتا ہے۔اس سے نئے پیدا ہونے والے بچے کے سر سے بلائیں ٹل جاتی ہیں۔عقیقہ کرنا سنت ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہر بچہ اپنے عقیقہ کے ہونے تک گروی رکھا ہوا ہے۔ساتویں روز اس کی طرف سے کوئی جانور ذبح کیا جائے اور اسی دن اس کا نام رکھا جائے اور اس کے بالوں کو مونڈ دیا جائے"۔[13]

حضرت ام کرز رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"فِيالْغُلَامِشَاتَانِمُكَافَأَتَانِ،وَفِيالْجَارِيَةِشَاةٌ"[14]

"لڑکے کی جانب سے دو ہم عمر بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری ہے"۔

ختنہ کرنا

اسلام نے ختنہ کرنے کو لازمی قرار دیا ہے۔جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اس کے عضو تناسل پر ایک زائد چمڑی ہوتی ہے، اس زائد چمڑی کو کاٹ دینے کے عمل کو ختنہ کرنا کہتے ہیں۔ ختنہ کرنا ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔اگر بچہ تندرست ہو تو ساتویں دن ختنہ کرنا افضل ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں ختنہ کرنا ،زیر ناف کے بال مونڈنا، ناخن کاٹنا، بغل کے بال اکھیڑنا اور مونچھ کاٹنا"۔[15]

فطرت سے مراد فطرت سلیم ہے، یعنی یہ پانچ چیزیں جو طہارت و نظافت اور خوش ذوقی کا تقاضا اور علامت ہیں، انسان کی فطرت میں داخل ہیں، یہ پانچوں چیزیں انبیا کرام کی سنت رہی ہیں۔

نفقہ کرنا

نفقہ کے لغوی معنی 'خرچ کرنا' کے ہیں۔اس سے مراد اپنے آپ پر اور اپنے اہل و عیال (بیوی بچوں) پر خرچ کرنا ہے۔اس میں ان کی خوراک کا بندوبست کرنا، لباس مہیا کرنا، رہائش اور دیگر بنیادی ضروریات زندگی شامل ہیں۔جب تک بچے اپنے بر سر روزگار کے قابل نہ ہوں اس وقت ان کے جائز خرچ کی ذمہ داری باپ پر ہے۔والدین جو بچوں کی کفالت میں غفلت کرتے ہیں ان کے لیے گناہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: نَفَقَةُ الرَّجُلِ عَلَى أَهْلِهِ صَدَقَةٌ" [16]

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آدمی کا اپنے بال بچوں پر خرچ کرنا صدقہ ہے"

رضاعت

ماں کا اپنے بچے کو دودھ پلانے کے عمل کو رضاعت کہتے ہیں۔ اسلام نے اس عمل کو افضل کہا ہے۔ اس سے ماں اور بچہ دونوں کی صحت بھی بہتر ہوتی ہو۔ بچوں کو پالنے پوسنے کی خدمت میں قدرتی طور پر یہ بات بھی شامل ہے کہ مائیں اپنے بچوں کو معروف دستور کے مطابق اپنا دودھ پلائیں۔ یہ ماں پر اس کے پیارے بچے کا حق ہے اور ماں کی مادریت اور ممتا کا تقاضا بھی ہے۔ مومن ماں کے لیے اس ذمہ داری کو امتیازی شان کے ساتھ ادا کرنے لیے یہی محرک کافی ہے کہ اللہ پاک کی پاک کتاب اس عمل کی تائید کرتی ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

"اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں یہ (حکم) اس شخص کے لئے ہے جو پوری مدت تک دودھ پلوانا چاہے"۔ [17]

اسلام میں گنجائش ہے کہ اگر بچے کی حقیقی ماں بچے کو دودھ نہیں پلا سکتی تو بچے کو کسی اور عورت کا دودھ پلایا جا سکتا ہے۔ لیکن ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کہ بچے کو ماں کا قدرتی دودھ پلایا جائے۔

حلال رزق سے پرورش

اسلام نے والدین پر یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ اپنے بچوں کی پرورش حلال رزق سے کریں۔ مسلمانوں کو حلال اور پاکیزہ چیزیں کھانے اور کھلانے کا حکم دیا گیا ہے اور حرام اشیا کھانے سے منع فرمایا گیا ہے۔ حرام کھانے سے پرورش پانے والی اولاد کبھی بھی سیدھے راستے پر چل نہیں سکتی۔ ارشاد ربانی ہے:

"وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا - وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ" [18]

"اور جو کچھ تمہیں اللہ نے حلال پاکیزہ رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ اور اس اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھنے والے ہو"۔

"فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا - وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ" [19]

"تو اللہ کا دیا ہوا حلال پاکیزہ رزق کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو"۔

ان آیتوں میں بتایا گیا ہے کہ رزق دینے والی صرف اللہ تعالی کی پاک ذات ہے اور حتی المقدور کوشش کرنی چاہیے کہ حلال رزق ہی کھایا جائے اور بچوں کو کھلایا جائے۔

بچوں کی صحیح تعلیم وتربیت

بچوں کی اچھی تربیت کرنا، اچھے آداب سکھانا اور صحیح تعلیم دینا والدین کی سب سے اہم ذمہ داری ہے۔ اور یہ والدین کی طرف سے اولاد کے لیے بہترین عطیہ ہے۔ ایک جگہ ارشاد فرمایا

"مَا نَحَلَ والدٌ أفضلَ مِنْ أدبٍ حسنٍ" [20]

"کوئی باپ اپنی اولاد کو اس سے بہتر عطیہ نہیں دے سکتا کہ اس کو اچھے آداب سکھادے"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

"اپنی اولاد کو ادب سکھلاؤ، قیامت والے دن تم سے تمہاری اولاد کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ تم نے اسے کیا ادب سکھلایا؟ اور کس علم کی تعلیم دی؟"[21]

والدین پر بچوں کا یہ حق ہے کہ ان کی اچھی تربیت کریں، ان کو شریعت کا پابند بنائیں انہیں دینی ماحول میں رکھیں گھر کے ماحول کا اور والدین کی تربیت کا بڑا اثر ہوتا ہے۔

بچوں کو نماز کا عادی بنانا

عبادت کا عقیدے کی پختگی اور تکمیل میں بڑا عمل دخل ہے کیونکہ عبادت عقیدے کو روحانی غذا مہیا کرتی ہے، جس سے عقیدے کی روح میں قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ جب بچہ اذان کی آواز کی طرف متوجہ ہو گا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجالائے گا تو اس کی فطری جبلت جس پر وہ پیدا ہوا ہے (یعنی فطرت اسلام) اس میں مزید طاقت پیدا ہو گی اور ایمان اس کے قلب میں مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے گا۔ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو نماز کا عادی بچپن سے ہی بنائیں۔ کیونکہ بچپن میں بچوں کی جو عادت بن جائے گی وہ مستقل ہو گی۔ والدین کو چاہیے کہ بچوں کو مسجد اور عید گاہ ساتھ لے جایا کریں تاکہ بچے نماز کے عادی بن سکیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرو اور اس پر قائم رہو۔ ہم تم سے روزی کے خواستگار نہیں۔ بلکہ تمہیں ہم روزی دیتے ہیں اور (نیک) انجام (اہل) تقویٰ کا ہے"۔[22]

بچوں کو روزے کا پابند بنانا

بالغ ہونے سے پہلے بچوں کو روزے کی مشق کرانا اور اس کی عادت ڈالنا مستحب ہے ارشاد ربانی ہے:

"اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے"۔[23]

حدیث شریف سے بچوں کو روزہ کی عادت ڈالنے میں رہنمائی ملتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کی صبح میں اعلان کیا کہ جو لوگ روزے سے ہوں وہ روزہ مکمل کرلیں اور جو روزے سے نہیں ہیں وہ دن کے باقی حصے میں روزہ رکھیں یہ سننے کے بعد صحابہ کرام نے روزہ رکھا اور ان کے بچوں نے بھی روزہ رکھا اور وہ لوگ مسجد گئے۔ اگر کوئی بچہ بھوک کی وجہ سے رونے لگتا تو اسے کھانا دے دیا جاتا اور یہ معاملہ افطار کے وقت تک چلتا رہا" [24]

بچوں کے اچھے کاموں کی تعریف کرنا

والدین کو چاہیے کہ بچوں کے اچھے کام کی تعریف کریں۔ ایسا کرنے سے بچوں کی تربیت بہتر طریقے سے ہوتی ہے۔ بچے اپنی تعریف کی خاطر اپنی پوری زندگی اچھی عادات کو اپنے شعور کا حصہ بنالیتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ پاک نے کئی انبیا کرام کی مختلف جگہوں پر

تعریف کی ہیں۔ حضرت ایوب کے بارے میں اللہ پاک اپنے پاک کلام میں فرماتے ہیں:

''بے شک ہم نے اسے (حضرت ایوب) صابر پایا، کیا ہی اچھا بندہ ہے، بیشک وہ بہت رجوع کرنے والے تھے''[25]

بچوں کی تعریف اور حوصلہ افزائی ضرور کرتے رہنا چاہیے۔ اس سے ان کی تربیت بھی اچھی ہو گی اور اللہ پاک سے بچوں کا تعلق بھی مضبوط ہو گا۔ اچھے کاموں پر بچوں کی تعریف کرنے سے بچوں میں خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے، بچہ احساس محرومی کا شکار نہیں ہوتا۔

بچوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا

اولاد کی صورت میں اللہ تعالیٰ جو نعمت عطا فرماتے ہیں اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے ساتھ والدین حسن سلوک سے پیش آئیں، یہ اولاد کا اولین حق ہے۔ اولاد کے ساتھ نرمی اور عفو در گزر سے کام لیا جائے اور شفقت و مہربانی سے پیش آیا جائے۔ اگر کبھی ان لوگوں سے غلطی سرزد ہو جائے تو معافی کا دروازہ کھولیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر مہربانی نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا مقام نہ پہچانے''۔[26]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتیں تو آپ کھڑے ہو کر ان کی طرف لپکتے اور ان کا ہاتھ پکڑ لیتے، ان کو بوسہ دیتے اور اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بٹھاتے''۔[27]

ان احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی اولاد کے ساتھ برتاو دیکھا جا سکتا ہے کہ کیسے محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ ہر شفیق باپ اپنی اولاد سے محبت کرتا ہے اور کبھی کبھی اس محبت کے تحت اولاد کا بوسہ بھی لیتا ہے۔

بچوں کے ساتھ عدل کرنا

والدین کی خواہش ہوتی ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ملے اور اس کے نتیجے میں جنت ملے لیکن اس کا ایک آسان طریقہ یہ بھی ہے کہ والدین اپنے بچوں خواہ لڑکی ہو یا لڑکا کے ساتھ ایک جیسا سلوک کریں۔ کسی معاملے میں کسی بچہ کو فوقیت نہ دیں۔ اسلام نے عدل و مساوات پر بڑا زور دیا ہے۔ عدل کی ابتدا گھر سے ہی ہوتی ہے جو بعد میں پورے معاشرے میں عیاں ہوتی ہے۔ والدین عموماً گھروں میں اپنی بیٹیوں کے ساتھ عدل نہیں کرتے ایسی صورتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی کہ:

''جس کے پاس کوئی لڑکی ہو اور وہ اسے زندہ در گور نہ کرے، نہ اسے کمتر جانے، نہ لڑکے کو اس پر فوقیت دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا''۔[28]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں والدین کو جس عمل پر جنت کی بشارت دی ہے اس کے تین حصے ہیں ذلڑکی کو زندہ دفن نہ کرنا اور جینے کا حق دینا، لڑکی کی توہین نہ کرنا، اور لڑکے کو لڑکی پر ترجیح نہ دینا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ اولاد کے درمیان سلوک کی برابری کی ترغیب دی اور برابری کا مظاہرہ نہ کرنے پر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ ایک حدیث شریف میں آتا ہے:

''حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے والد نے اپنی جائیداد میں سے کچھ مجھے عطیہ کر دیا۔ میری والدہ عمرہ بنت رواحہ نے کہا: میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر گواہ نہ بنائیں۔ میرے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تاکہ وہ مجھے دیے گئے عطیہ کا گواہ بنائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے معاملے میں عدل و انصاف کرو۔ میرے والد واپس آئے اور تحفہ واپس لے لیا''۔[29]

ایک بچے کو دوسرے پر ترجیح دینا اس لیے بھی صحیح نہیں ہے کہ اس طرح ایک بچے کی حق تلفی ہوتی ہے، اس سے بچوں کے اخلاق پر برا اثر پڑتا ہے۔

بچے کو پیار و محبت سے پکارنا

والدین کو چاہیے کہ بچوں کو یا تو ان کے پورے نام سے یا پھر بیٹا کہ کر پیار و محبت سے پکارنا چاہیے یا ان جیسے اور پیارے انداز سے پکاریں کہ بچہ اس پکار کے لیے بے تاب رہے اور یہ پکار سنتے ہی بچہ والدین کا ہر حکم بجالانے کے لیے تیار ہو۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں جن انبیا علیہ السلام نے اپنی اولاد کو نصیحت کی تو لفظ ''بنی'' استعمال فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو جو نصیحت کی، اس کے الفاظ قرآن مجید میں مندرجہ ذیل ہیں:

''اے میرے بیٹو، اللہ نے یہ دین تمہارے لیے منتخب فرمایا ہے، لہذا تمہیں موت بھی آجائے تو اس حالت میں آئے کہ تم مسلم ہو''۔[30]

قرآن پاک میں میں اگر غور کریں تو، اولاد کو صرف ابن (بیٹا) کہ کر ہی مخاطب نہیں کیا بلکہ ''بنی'' کا لفظ استعمال فرمایا جو تصغیر (چھوٹا پن) کے لیے استعمال ہوتا ہے اور اس میں زیادہ شفقت اور محبت ہے۔ اسی محبت و شفقت کا اثر ہے کہ وہ نصیحت جو انبیا کی اپنی اولاد کے لیے زبان سے نکلتی تھی، بیٹوں کے دل میں اتر جاتی تھی۔ اس لیے یہ اولاد کا حق ہے اور والدین کا فرض ہے کہ بچوں کو اچھے اور پیارے القابات سے پکاریں تاکہ بچے بڑھے ہو کر معاشرے کے مفید شہری بن سکیں۔

حاصل بحث

اس آرٹیکل میں بچوں کے حقوق کو قرآن و سنت کی روشنی میں بتایا گیا ہے۔ اللہ پاک بہت کرم کرنے والی ذات ہے۔ اللہ پاک نے نومولود کے پیدا ہونے سے پہلے جب وہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اس وقت سے ہی بچوں کے حقوق کا اپنی پاک کتاب میں ذکر فرمایا ہے۔ اللہ پاک نے حمل کے دوران بچے کو زندگی، وراثت، وصیت کا حق دیا ہے۔ اور اس کے بعد جب بچہ روح زمین پر آتا ہے تو وہ بالکل بے اختیار ہوتا ہے اس لیے اللہ پاک نے اس کے والدین یا دیگر کفالت کرنے والوں کے ذمے نومولود کی ساری ذمہ داریاں پوری کرنے کی سختی سے تاکید کی ہے جس میں بچے کا نام رکھنا، عقیقہ کرنا، سر سے گندگی والے بال اتارنا، کان میں اذان دینا، اس کی تعلیم و تربیت وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔

حوالہ جات:

[1]سورۃ بنی اسرائیل:33

[2]مسلم بن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح (تحقیق: محمد فؤاد عبدالباقی)، کتاب الایمان، باب بیان الکبائر وأکبرها، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان، 1412ھ /1991ء، ج1، ص92، ح:145

[3]سورۃ الصفات:100

[4]سورۃ بنی اسرائیل:31

[5]عبدالحق محدث دہلوی، شاہ، مدارج النبوۃ، مطبع نول کشور، کان پور انڈیا، 1904ء، ج2، ص773

[6]سورۃ الشوریٰ: 42

[7]احمد بن حنبل، مسند احمد بن حنبل، (تحقیق: شعیب الارنوؤط وعادل مرشد)، ج1، ص452، ح:391

[8]ابویعلی الموصلی، احمد بن علی بن المثنی، الامام، المسند، دار المعرفة بیروت، 1424ھ، ج4، ص237، ح:150

[9]بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب العقیقة، باب عقیقة المولود غداة یولد لمن لم یحق عنه وتحنیکه، ج7، ص83، ح:5467

[10]السیوطی، جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر، الجامع الکبیر، (تحقیق: مختار ابراہیم الھائج، وعبدالحمید ندا، وحسن عیسیٰ عبدالظاہر)، مؤسسة سلیمان الراجحی، الخیریہ، القاہرۃ، 1426ھ/2005ء، ج1، ص220، ح:7989

[11]البزار، ابوبکر احمد بن عمرو العتکی، مسند البزار (تحقیق: محفوظ الرحمن زین اللہ)، مکتبة العلوم والحکم، المدینة المنورۃ، الطبعة الاُولی، 1988ء، ج15، ص176، ح: 8540

[12]الترمذی، محمد عیسیٰ، السنن، کتاب الاضاحی عن رسول اللہ ﷺ، باب العقیقة بشاۃ، ج4، ص84، ح:1519

[13]ابوداؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن، کتاب الاضاحی، باب فی العقیقة، ج4، ص459، ح:2838

[14]ایضاً، ج4، 462، ح:2842

[15]الترمذی، محمد عیسیٰ، السنن، کتاب الاستئذان، باب ماجاء فی تقلیم الاظفار، ج5، ص85 ح:2756

[16]الترمذی، محمد عیسیٰ، السنن، باب ماجاء فی النفقة فی الاھل، ج4، ص303، ح:1965

[17]سورۃ البقرۃ:233

[18]سورۃ المائدہ :88

[19]سورۃ النحل :114

[20]الترمذی، محمد عیسیٰ، السنن، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی ادب الولد، ج4، ص298، ح:1952

[21]البیہقی، ابی بکر احمد بن الحسین بن علی، الامام، شعب الایمان، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2008ء، ج11، ص135، ح:8295

[22] سورۃ طٰہٰ: 132

[23]سورۃ البقرۃ:183

[24]محمد نور بن عبدالحفیظ سوید، منہج التربیة النبویة للطفل، دار العلم، لاہور، ص:44-38

[25]سورۃ بنی اسرائیل:3

[26]الترمذی، محمد عیسیٰ، السنن، کتاب البر اوالصلۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی رحمۃ الصبیان، ج۴، ص۳۲۱، ح:۱۹۲۰

[27]ابوداؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن، کتاب الادب، باب ماجاء بالقیام، ج۴، ص۳۵۵، ح:۵۲۱۷

[28]ابوداؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن، الادب، باب فی فضل من عال یتامی، ج7، ص458، ح:5146

[29]مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، الھبات باب کراھۃ تفضیل بعض الاولاد فی الھبۃ، ج5، ص1243، ح:1623

[30]سورۃ البقرہ:132

References

1. Surah Bani Israel: 33
2. Muslim bin Al-Hajjaj al-Qashiri, Al-Jami' al-Sahih (Research: Muhammad Fouad Abdul Baqi), Kitab al-Iman, Chapter Bayan al-Kabeer and Akbarha, Dar al-Kitab al-Ilamiya, Beirut, Lebanon, 1412 AH / 1991 AD, Vol. 1, p. 92, Hadith no. 145.
3. Surah Al-Asfat: 100
4. Surah Bani Israel: 31
5. Abdul Haq Muhaddith Dehlavi, Shah, Madaraj-ul-Nabawa, Muttaba Nool Kishore, Kanpur India, 1904, vol.2, p.773
6. Surah Al-Shuri: 42
7. Ahmad bin Hanbal, Musnad Ahmad bin Hanbal, (Research: Shoaib al-Arnawat and Adil Murshid), vol. 1, p. 452, Hadith no. 391
8. Abu Ya'li Al-Mawsali, Ahmad bin Ali bin Al-Muthani, Imam, Al-Musnad, Dar al-Marafah Beirut, 1424 AH, Vol. 4, p. 237, Hadith no. 150
9. Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-Jami' al-Sahih, Kitab al-Aqeeqah, Chapter Aqeeqah al-Mawlid Ghadaat Yould liman lim yahaq anhu and Tahaniqa, vol. 7, p. 83, hadith no. 5467
10. Al-Suyuti, Jalaluddin Abd al-Rahman bin Abi Bakr, Al-Jami al-Kabeer, (Research: Mukhtar Ibrahim al-Haij, and Abdul Hamid Nida, and Hasan Isa Abdul Zahir), Sulaiman Al-Rajhi Institute, Al-Khairiya, Al-Qaira, 1426 AH/2005, Vol. 1, p. 220, Hadith no: 7989
11. Al-Bazar, Abu Bakr Ahmad bin Amr al-Attiki, Musnad al-Bazar (Research: Mahfuz al-Rahman Zainullah), School of Science and Knowledge, Al-Madinah Al-Munawarah, Al-Tabbat al-Awli, 1988, Vol. 15, p. 176, Hadith no. 8540
12. Al-Tirmidhi, Muhammad Isa, Sunan, Kitab al-Adhahi on Rasulullah sallallahu alayhi wasallam, Chapter Aqiqah Bishah, vol. 4, p. 84, hadith no. 1519
13. Abu Dawud, Sulaiman bin Ash'ath al-Sajistani, Sunan, Kitab al-Adhahi, chapter on al-Aqeeqah, vol. 4, p. 459, Hadith no. 2838
14. Ibid, Vol. 4, p. 462, Hadith no.: 2842
15. Al-Tirmidhi, Muhammad Isa, Al-Sunan, Kitab al-Istizaan, Chapter Ma Jaya fi Taqleem al-Azfar, Vol. 5, p. 85, Hadith no. 2756
16. Al-Tirmidhi, Muhammad Isa, Sunan, chapter 2 maja fi al-Nafqa fi al-Ahl, vol. 4, p. 303, hadith no. 5196
17. Surah Al-Baqarah: 233
18. Surah Al-Maida: 88
19. Surah Al-Nahl: 114
20. Al-Tirmidhi, Muhammad Isa, Al-Sunan, Kitab al-Albar wal-Salaat, Chapter Ma Jaya fi Adab al-Wald, vol. 4, p. 298, Hadith no. 1952
21. Al-Bayhaqi, Abi Bakr Ahmad bin Al-Hussein bin Ali, Imam, Shab al-Iman, Dar al-Kitab al-Ulamiyyah, Beirut, 2008, vol. 11, p. 135, Hadith no. 8295

22. Surah Taha: 132
23. Surah Al-Baqarah: 183
24. Muhammad Noor bin Abdul Hafeez Sweed, Manhaj al-Tarbiyyah al-Nabiyyah for children, Darul-Ilam, Lahore, pp: 44-38
25. Surah Bani Israel: 3
26. Al-Tirmidhi, Muhammad Isa, Sunan, Kitab al-Albar and al-Salaat from the Messenger of Allah, peace be upon him, Chapter Ma Jaya fi Rahmat al-Subyan, vol. 4, p. 321, Hadith no. 1920
27. Abu Dawud, Sulaiman bin Ash'ath al-Sajistani, Al-Sunan, Kitab al-Adab, Chapter Ma Jaa Bal Qiyam, Vol. 4, p. 355, Hadith no. 5217
28. Abu Dawud, Sulaiman bin Ash'ath al-Sajistani, Al-Sunan, Al-Adab, Chapter Fi Fazl Min Al-Yitami, Vol. 7, p. 458, Hadith no. 5146
29. Muslim Ibn Al-Hajjaj, Al-Jaami al-Sahih, Al-Habat, Hadith no. 1623
30. Surah Al-Baqarah: 132